ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

شریعت وطریقت میں ہم آہنگی اور مغایرت (غلط فہمیوں کا ازالہ)

Conformity and Discrepancy in Shariah and Tariqat (Resolving Misunderstandings)

Dr Shabir Ahmad Jamee
HOD School of Islamic Study and Shariah Minhaj University Lahore((hodislamicstudies.cosis@mul.edu.pk)
Dr Abduljabbar
Librarian FMRi Minhaj University Lahore(ajqamar92@gmail.com)
Muhammad Abu Bakar
lecturer Munhaj College for Women (faizi9423@gmail.com)

Abstract

In relation to jurisprudence and Sufism, a large section of Muslims fell victim to exaggeration and misguidance. But the scholars did not get the education and training, nor did they have access to the authentic books of Sufism. Rather, the ignorant claimants saw the self-made wrong approach of the Sufis and mistook it for Sufism. He became disgusted with Sufism itself and declared Sufism to be excluded from religion, but rather atheism and Zandaqah This is a serious misconception that is prevalent among a large number of people. That is to say, many such misconceptions are spread about Sufism and jurisprudence. On one side, there is exaggeration, on the other, extravagance. Islam teaches the path of moderation. Turks do not consider the world as a religion. He wants to make the path of Sufism useful by molding it in the form of Sufism. He does not believe in the contradiction between Sharia and Tariqat, but is convinced that both should go together. will be reviewed.

Key Words: jurisprudence, Sufism, misguidance, misconception, moderation, religion

فقہ اور تصوف کے سلسلے میں مسلمانوں کا خاصا بڑا طبقہ افراط و تفریط بلکہ طرح طرح کی گمراہیوں کا شکار ہو گیا۔ان لوگوں نے فقہ اور تصوف کو سمجھے بغیر ان کے بارے میں عجیب و غریب تصورات قائم کر لیے۔ جنہیں صرف فقہ کی کتابیں ہاتھ لگیں، مگر نہ علماء صلحاء کی تعلیم و تربیت ملی، نہ تصوف کی مستند کتابوں تک رسائی ہوئی۔ بلکہ جاہل مدعیان صوفیاء کی خود ساختہ غلط روش دیکھ کر اس کو تصوف سمجھ بیٹھے۔انہوں نے دین اور احکامِ دین کو صرف فقہ میں منحصر جان کر سرے سے تصوف ہی سے بیزاری اختیار کر لی اور تصوف کو دین سے خارج بلکہ الحاد و زندقہ قرار دے لیا۔ یہ ایک شدید گمراہی ہے جو خاصے بڑے طبقہ میں پائی جاتی ہے۔ غرض یہ کہ اور اس طرح کی بہت سی گمراہیاں تصوف اور فقہ کے بارے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ایک جانب افراط ہے دوسری جانب تفریط۔اسلام راہِ اعتدال کا درس دیتا ہے۔ ترک دنیا کو دین نہیں مانتا۔ بلکہ دنیا کے تمام کاروبار کو شریعت کے قالب میں ڈھال کر تصوف کی راہ سے کار ثواب بنا دینا چاہتا ہے۔ وہ شریعت و طریقت کے تضاد کو نہیں مانتا بلکہ دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا قائل ہے۔ مقالہ ھذا میں شریعت و طریقت میں ہم آہنگی سے متعلق غلط فہمیوں کے ازالہ کا جائزہ لیا جائے گا۔

بعض لوگ شریعت و طریقت اور ظاہر و باطن کی تقسیم کو ہی نہیں مانتے وہ علم باطن کا سرے سے ہی انکار کر دیتے ہیں ابو نصر سراج طوسی بڑے لطیف انداز میں علم ظاہر و باطن کے فرق اور اس کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”علم ظاہر کا ایک گروہ ایسا ہے جو علم باطن کا انکار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہم تو صرف ظاہری علم شریعت ہی کو جانتے ہیں جس کا ذکر قرآن و حدیث سے ملتا ہے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ علم باطن اور علم تصوف کی بات کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔“[1]

شریعت اور طریقت صوفیاء کے ہاں دو اہم اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ان اصطلاحات کے بارے میں مختلف قسم کے اشکالات استعمال کیے جاتے

(1) الطوسی، ابو نصر سراج، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:11

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ہیں۔اس مضمون میں ان اصطلاحاے پر کیے گئے اعتراضات کو صوفیاء کی آراء کی روشنی میں زائل کیا جائے گا۔

ابو نصر سراج الطوسی شریعت وطریقت کے تلازم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"یادرکھیئے علم شریعت تنہا ایک علم ہے۔یہ علم شریعت دو معنی دیتا ہے۔روایت اور درایت اور جب ان دونوں کو جمع کر دیں تو علم شریعت کہلاتا ہے۔جس کا تعلق انسان کے ظاہری اور باطنی اعمال سے ہوتا ہے۔لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک علم کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ علم ظاہر ہے اور یہ باطن کیونکہ علم جب تک زبان پر آنے سے پہلے دل ہی میں ہوتا ہے۔تب تک علم باطن ہی ہوتا ہے۔اور جب زبان سے ادا ہو گیا تو علم ظاہر بن جاتا ہے۔یہ علم شریعت ہی ہے جو ظاہری اور باطنی اعمال کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور باطنی عمل کی بھی دعوت دیتا ہے۔"[2]

اعمال ظاہری سے مراد وہ اعمال ہیں جو ظاہری اعضاء انسانی سے انجام پائے ہیں۔جیسے عبادات اور احکام الٰہیہ کی تعمیل۔

باطنی اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو دل سے تعلق رکھتے ہیں۔جیسے تصدیق،ایمان،یقین،صدق،اخلاص،معرفت،توکل،محبت،شکر،رضا،خشیت الٰہی،تقوٰی،مراقبہ،خوف،رجاء،صبر،قرب،عشق،قناعت،حیا،تعظیم وغیرہ۔

ان تمام ظاہری و باطنی اعمال میں علم بھی پایا جاتا ہے جسے فقہ کہا جاتا ہے ان میں سے ہر عمل کے ظاہر و باطن کا ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے۔قرآن ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ایک پہلو اس کا باطن سے تعلق رکھتا ہے۔اسی طرح حدیث رسول اللہ ﷺ کا بھی ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک شریعت بھی ظاہری و باطنی پہلو ہوتا ہے۔[3]

امام قشیری اپنے رسالہ میں شریعت اور طریقت کے مابین فرق اور تلازم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شریعت نام ہے التزام حکم عبودیت کا اور حقیقت نام ہے مشاہدہ ربوبیت کا بس جس شریعت کو حقیقت کی تائید حاصل نہ ہو۔وہ غیر مقبول ہے اور جو حقیقت شریعت کی پابند نہیں وہ لا حاصل ہے۔"[4]

امام مالک شریعت وطریقت کے امتزاج کے حوالے سے فرماتے ہیں:

من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق، و من جمع بينهما فقد تحقق-(5)

"جس نے فقہ کا علم حاصل کیا لیکن تصوف کو نہ سیکھا وہ فاسق ہوا اور اگر کسی نے تصوف اختیار کیا لیکن فقہ کا علم حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا وہ حق پر ہے"

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں:

علمنا و مذهبنا مقيد باصول الكتاب والسنة" ()

"ہمارا یہ علم مذہب کتاب وسنت کے اصولوں کا پابند ہے۔"

---

(2) ایضاً،ص:25

(3) طوسی،ابو نصر سراج،اللمع فی تاریخ التصوف اسلامی،(2016)،لاہور،مکتبہ رحمانیہ،ص:25

(4) القشیری،الرسالہ،ص:43

(5) الھروی،علی بن سلطان ملا علی قاری،مرقاۃ المفاتیح،1،م 256

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

علامہ عزالدین عبدالسلام شریعت کے ساتھ طریقت کے تعلق کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"قوم صوفیہ شریعت کے ایسے اصولوں پر کاربند ہے جنہوں نے دنیا وآخرت کو منہدم نہیں کیا۔اور دوسرے لوگ رسوم ورواج کے خوگر بنے رہے۔"(6)

شریعت وطریقت کی تقسیم کے اثرات:

بعض علماء ظاہر وباطن کی تقسیم کو اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اسلام میں ظاہر وباطن اور شریعت وطریقت کی کوئی تقسیم نہیں اسلام کے نظام تربیت میں نفس کا تزکیہ اور شرعی احکام کی پابندی ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔قرآن وحدیث کی تعلیمات میں دونوں پر یکساں زور دیا گیا ہے۔اور کہیں بھی اس قسم کی تفریق ظاہر وباطن میں نہیں کی گئی۔

شریعت وطریقت اور ظاہر وباطن کی تقسیم کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے سعود عالم قاسمی لکھتے ہیں:

"مگر صوفیاء کرام نے طریقت کے نام پر دین کی ایسی آبجو نکالی جو شریعت سے الگ اور متبادل سی چیز بن گئی۔اور ممتاز حیثیت کی حامل قرار پائی۔طریقت نے اپنے بال وپر اس طرح پھیلائے کہ شرعی احکام سے بے نیازی عام ہوگئی۔بلکہ اسے "اہل ظاہر" کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ایسی مثالیں بھی اہل تصوف میں مل جاتی ہیں کہ دینی فرائض کو جن کا ترک کرنا کفر قرار دیا گیا ہے۔انجام نہیں دیتے۔"(7)

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ایک شریک مجلس نے پوچھا کہ بعض اولیاء کو اللہ کے ساتھ اتنی مشغولیت ہوگئی کہ وہ نماز بھی ادا نہ کرسکے اس کے جواب میں شیخ نے فرمایا:

"یہ حضرات مقتدا نہیں ہیں۔اقتدا کے لیے شریعت کی رعایت واجب ہے۔"(8)

بعض اہل طریقت نے شریعت کے ان مظاہر کو بھی نشانہ بنایا جو اسلام کے تعارف کا ذریعہ ہیں چنانچہ امیر خسرو، عرفی، شیرازی اور شاہ ہمدان کے بعض اشعار سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ طریقت کی راہ اختیار کرنے والوں میں شریعت سے گریز کا رجحان کیونکر پیدا ہو؟ اصل بات یہ ہے کہ ہندوستانی تصوف جو ایرانی اور عراقی تصوف کا شرمندہ احسان ہے۔اس سلسلہ میں بھی ایرانی تصوف کا پابند ہے۔ایرانی تصوف کی اپنی کچھ خصوصیات ہیں۔جن میں ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ ابتدائی عہد میں صرف طریقت ہی تصوف کا طریقہ عمل تھا۔

وہاں شریعت اور احکام سے تعرض نہیں ملتا۔چنانچہ صوفیائے ایران نے ابتداء میں تصوف پر جو کتابیں لکھی ہیں۔ان میں فرائض، عبادات اور شریعت کی معروف مباحث شامل نہیں ہیں۔ان کتابوں کے ابواب اور فصول سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ان حضرات نے پانچویں صدی ہجری تک تصوف میں طریقت کے ساتھ شریعت کو نہیں جوڑا تھا۔ان کی نظر میں شریعت اور طریقت دو مختلف چیزیں تھیں۔(9)

سعید نفیسی کا کہنا ہے کہ امام غزالی پہلے شخص ہیں۔جنہوں نے شریعت اور طریقت کو جمع کیا ہے۔یہی خیال ابن خلدون کا بھی ہے۔اس اتحاد واتصال

---

(6) رفاعی، یوسف ہاشم، الصوفیہ والتصوف فی ضوء الکتاب والسنۃ، ص، 65

(7) سعود عالم قاسمی، ہند اسلامی تہذیب اور تصوف، مضامین تصوف، مرتب از مولانا ادریس، ص:98

(8) نصیر الدین چراغ، مترجم احمد علی، مضامین تصوف، مرتب از محمد ادریس، لکھنو: نسیم بکڈپو، 1968ء، ص:26

(9) سعود عالم قاسمی، ہند اسلامی تہذیب اور تصوف، مضامین تصوف، مولف از مولانا محمد ادریس، ص:99

کے باوجود صوفیاء حضرات کے یہاں طریقت کچھ زیادہ اہمیت کی حامل رہی۔ ارباب طریقت اپنے آپ کو اہل شریعت کے مقابلہ میں امتیاز وفضیلت کے حق دار سمجھتے رہے۔ (10)

شریعت وطریقت کا باہمی تلازم:

شریعت وطریقت کے باہمی تعلق کے بارے میں کتاب التنبیہ الطربی میں شیخ کے بعض اقوال ملاحظہ ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

"جو حقیقت شریعت کے خلاف ہو وہ زندقہ ہے۔"()

ہمارے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں بجز اس طریقہ کے جو شرع نے بیان فرمایا ہے:

"جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا شریعت کے سوا کوئی راستہ ہے۔ اس کا کہنا جھوٹ ہے۔ جو شخص میزان شریعت کو ایک لحظہ کے لیے بھی اپنے ہاتھ سے پھینک دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ علم شریعت کو لازم پکڑو کیونکہ شریعت ہی تمہاری وہ کشتی ہے۔ کہ جب اس میں رخنہ پڑ جائے تو تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور جتنے بھی اس میں سوار ہیں وہ سب ہلاک ہوں گے۔" (11)

شریعت وطریقت کی تفریق کے اثرات:

یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

"ملوکیت نے دین اور دنیا میں تفریق پہلے ہی سے قائم کر دی تھی۔ اور اس غیر اسلامی تعلیم نے مسلمانوں کی اجتماعی، اخلاقی اور دینی زندگی کو تباہ کر دیا تھا۔ کیونکہ شریعت اور طریقت کی تفریق سے اباحت مطلقہ کا دروازہ کھل گیا اور مسلمانوں کی روحانی زندگی ختم ہو کر رہ گئی۔ قرامطہ کو اس تفریق کی ضرورت اس لیے بھی پیش آئی کہ اگرچہ انہوں نے مصلح تصوف کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ مگر دل تو بدستور غیر اسلامی تھا۔ اس لیے انہوں نے اس نکتہ معرفت کو شدومد کے ساتھ پیش کیا۔ تاکہ کوئی شخص ان پر عدم پابندی شرع کا الزام عائد نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں ان جعلی صوفیوں کے حاشیہ نشینوں نے عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کیا کہ نماز پنجگانہ تو عوام کے لیے ہے۔ یہ حضرات تو ہر وقت نماز میں مشغول رہتے ہیں۔()

اس تعلیم کا یہ نتیجہ نکلا کہ رفتہ رفتہ لوگوں میں قلندری اور ملامتی درویشوں کی جماعتیں پیدا ہو گئیں۔ ان دونوں جماعتوں کے افراد پابندی شریعت سے آزاد رہتے تھے۔ بلکہ اس آزادی میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اور تحقیر شریعت کو اپنے لیے طغرائے امتیاز بتاتے تھے۔" (12)

روایت تصوف پر نقد ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض جاہل صوفیاء نے شریعت اور طریقت میں بڑا بعد پیدا کر دیا ہے۔ بالفاظ دیگر شریعت کو طریقت سے جدا کر دیا ہے۔

---

(10) سعود عالم قاسمی، ہند اسلامی تہذیب اور تصوف، مضامین تصوف، (مرتب: محمد ادریس)، لاہور، دوست ایسوسی ایٹس، سن ندارد، ص: 99-100

(11) اشرف علی تھانوی، تنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی، لاہور: ایم ثناء اللہ خان اینڈ سنز، اشاعت دوم، 1961ء، ص: 16

(12) یوسف سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، اشاعت چہارم، 1993ء، ص: 42

مولانا ثناءاللہ امرتسری اپنے رسالہ شریعت وطریقت میں فرماتے ہیں:

" اس غلط فہمی سے کہ شریعت کو طریقت سے کیا نسبت اور تعلق ہے۔ مسلمانوں میں سخت افراط و تفریط پیدا ہو رہی ہے۔ بعض بلکہ اکثر جہلاً تو اس بہانے سے کہ شریعت ظاہر ہے۔اور ظاہر بینوں کے لیے ہے۔ تمام احکام شریعت جواب دے بیٹھتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کے کسی حکم کا ادب ان کے دل میں نہیں ہے۔ حتی کہ نماز روزہ کو بھی جو نشان اسلام سمجھے جاتے ہیں۔ صاف لفظوں میں اس کی افادیت واہمیت کا انکار کرتے ہیں اور بغیر مطلب سمجھنے کے ایسے راگ الاپتے ہیں۔

نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ

وضو کو توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا۔۔۔!

ایسے ہی زخم اٹھا کر بعض اہل شریعت و طریقت اور تصوف سے منکر ہو جاتے ہیں۔اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی نمازیں جو ہم سیدھی ٹیڑھی پڑھتے ہیں۔ بس یہی اصل اسلام ہے۔ یہی پیغمبر اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اور اصل ہیں۔ مگر بغور دیکھیں تو دونوں کی رائے غلط۔ گو پہلے فریق کی بات تو غلط بلکہ کفر تک پہنچتی ہیں۔"(13)

ظاہر و باطن میں عدم توازن:

ضیاءالرحمٰن حلیمی لکھتے ہیں:

تصوف پر تنقید کے اسباب میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض صوفیاء نے اسلام کے باطنی اور روحانی پہلو کو ترجیح دینے پر اس قدر زور دیا کہ اس کی وجہ سے شکوک وشبہات والے ذہنوں کو اس کی سرحدیں باطنیت سے ملتی نظر آئیں۔اور علمائے ظواہر کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کے باطنی اور روحانی پہلو کے نام پر ظاہری حدود و قیود کی چادر یہ لوگ چاک کر دیں اور ان کا یہ خطرہ درست معلوم ہوا بعض جاہل اور گمراہ صوفیاء ظاہری شرعی حدود کو پھلانگنے لگے۔اور مختلف لوگ غلط عقائد کے بھی قائل ہو گئے۔

مثلاً یہ کہ بعض نے صوفیاء کے بارے یہ خیال کر لیا کہ صوفی جب سلوک طے کر لیتا ہے۔اور وصال سے شرف یاب ہو جاتا ہے۔ تو اب وہ شرعی احکام کا مکلف نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ یہ شرعی احکام تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔اب جب وہ وصال سے بہرہ ور ہو گیا تو اب شرعی احکام کی پابندی کا کیا مطلب ؟اس طرح کی بعض دوسری گمراہوں کی وجہ سے اسلامی تصوف پر ناقدین کے حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔(14)

شریعت اور طریقت میں ثنویت:

تصوف اور صوفیاء پر یہ الزام بھی عائد کیا جاتا ہے کہ اہل تصوف کے ہاں شریعت اور طریقت میں ثنویت پائی جاتی ہے:

"حلقہ تصوف میں زیادہ زور ظاہر کی نسبت باطن پر دیا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ متصوفین کے ہاں شرعی حدود و قیود کی مناسب پاسداری نہیں کی جاتی۔ بلکہ بعض حضرات تو یہ بھی کہہ ڈالتے ہیں کہ ان کے ہاں ایک وقت ایسا آتا ہے احکامِ شریعت موقوف ہو جاتے ہیں۔"(15)

---

(13) قریشی، ابن محمد جی، تصوف واحسان علمائے اہل حدیث کی نظر میں، اسلام آباد: یورپ اکادمی، 2016ء، ص:35

(14) 1۔ضیاءالرحمن حلیمی، شیخ ابن تیمیہ کا نقد تصوف ایک مطالعہ، الاحسان، 2/ 140۔141

2۔عبدالباری ندوی، تجدید تصوف وسلوک، لاہور: مکتبہ اشرفیہ، سن ندارد، ص:21

(15) خورشید احمد گیلانی، روحِ تصوف، لاہور: فرید بک سٹال، 1981ء، ص: 55

مولاناابراہیم میر سیالکوٹی شریعت وطریقت کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

’’شریعت و طریقت میں مخالفت کا ہونا باطل ہے کیونکہ جس امر کو خدا تعالی نے بواسطہ اپنے رسولوں کے علی الاعلان الفاظ میں ظاہر کیا۔اور اس کی فرمانبرداری بندوں پر لازم کر دی۔اور اس کی نافرمانی سے اپنی ناراضگی صاف و صریح الفاظ میں ذکر کر دی۔اس کی خلاف ورزی اس کو کس طرح پسند آسکتی ہے۔پس اگر طریقت خدا ترسی کے طریق کا نام ہے تو اس کا شریعت کے مطابق و موافق ہونا لازم ہے۔اس لیے اہل طریقت بزرگوں کا متفقہ قول ہے کہ طریقت بغیر شریعت کے زندقہ و بے دینی ہے۔‘‘ (16)

مولاناعبدالباری ندوی تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’جس طرح فقہائے ظاہر نے قرآن و حدیث ہی کے ظاہر و باطن کے شرعی احکام واعمال مرتب فرمائے ہیں۔اسی طرح فقہائے باطن یا صوفیانے قلب و باطن کے احکام واعمال مدون فرمادیئے ہیں۔دونوں شریعت ہی کے دورخ اور عین شریعت ہیں۔اس لیے تصوف یا فقہ سے نابلد رہنا محرومی ہی نہیں بلکہ اس کے بغیر دین کی حقیقت و معنویت یا دین کا کمال واحسان نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔‘‘ (17)

ظاہر وباطن کی تقسیم اورافراط وتفریط:

ظاہر و باطن کے تصور میں بھی خاصی افراط و تفریط پائی جاتی ہے بعض نام نہاد صوفیاء نے باطن کو اس قدر ترجیح دی ہے کہ انہوں نے ظاہر کی اہمیت کو نظرانداز کر دیا ہے۔حضرت مولانا محمد امجد علی نے اپنی مشہور تصنیف بہار شریعت میں لکھتے ہیں۔

’’احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیساہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہو سکتا۔طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔کہ کہنا کہ طریقت اور ہے شریعت اور ہے۔محض گمراہی ہے۔اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے۔‘‘ (18)

غلام علی لکھتے ہیں:

’’کچھ لوگوں نے اجماع امت سے ہٹ کر نئے عقائد پیش کیے کہ جو قرآن و سنت کو من مانی معنی پہنائے ہیں۔ایسے ہی بہت سے لوگوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ "علم باطن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو عطا فرمایا تھا۔پھر آگے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا چلا گیا۔کہ بات پورے کے پورے نظام دین ہی کو ڈھادیتی ہے۔‘‘(19)

اسی طرح غلام لکھتے ہیں:۔یہ بات کہ حضرت علی کے سوا دوسرے صحابہ کرام کو باطنی علم کا کچھ حصہ نہ دیا گیا یہ ایک حدیث سے لیتے ہیں جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے:’’لیکن امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا تصوف سے بالکل کوئی تعلق نہیں ہے۔اس سے باطنیہ نے سپورٹ لی،اور کہا کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے،اور ایک باطن ہے یہ باطنیہ کا اپنا پھیلا یا ہوا خیال ہے۔حیرت ہے کہ باطنیوں کے پھیلائے

---

(16) ابن محمد جی قریشی،تصوف واحسان علمائے اہلحدیث کی نظر میں،ص: 74

(17) ندوی،عبدالباری،تجدید تصوف وسلوک،ص:473

(18) امجد علی،مولانا،بہاشریعت،لاہور مکتبہ اسلامیہ،سن ندارد،1/55

(19) غلام علی،طریقت کی حقیقت،ص: 299

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ہوئے عقائد کو بعض سنی علماء اور مصنفین بھی پیش کرتے ہیں۔"[20]

حضرت ابوہریرہ والی حدیث کہ اگر میں تم پر ظاہر کردوں تو تم مجھے قتل کردو گے۔اس کے بارے میں خانقاہی نظام کے مصنف مشتاق عظیمی لکھتے ہیں:

"مقصد یہ نہیں کہ وہ علم جسے حضرت ابوہریرہ نے چھپایا کسی کو منتقل نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ حضور کے علم میں سے ایک علم وہی ہے جو عوام الناس پر ظاہر کردیا گیا۔ جس کو علم شریعت کہتے ہیں اور دوسرا علم وہ ہے جس عوام الناس کی ذہنی و شعوری حکمت سے ماوراء ہے۔"[21]

شریعت وطریقت میں ثنویت پر نقد اور اس کا جائزہ:

قدیم و جلیل صوفیاء کرام اور ان کی بلند پایہ تصانیف کے جائزے اور مطالعے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ شریعت و طریقت میں تخالف و تضاد اور افضل و مفضول کی بحث تو کجا ان میں کسی درجے کی تقسیم و تفریق کا بھی شائبہ تک نہیں ملتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا:

"جو صوفی شریعت اور طریقت میں فرق کرے وہ صوفی نہیں بلکہ فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا ہے۔"()

شیخ موصوف ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں:

"یہ خیال بڑا ہی ناپختہ ہے کہ ہم طریقِ تصوف کو شریعت اور قرآن و سنت کے مخالف سمجھنے لگیں۔ حاشا و کلا ان دونوں چیزوں میں کوئی مغایرت یا اختلاف نہیں ہے۔"()

مزید فرمایا:

"یہ لوگ (صوفیائے کرام) کتاب و سنت کے عامل تھے۔ شریعت و طریقت کی تمام ظاہری و باطنی حدود کا احترام کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی ظاہری شریعت اور باطنی شریعت میں تغافل یا تساہل سے کام نہیں لیا۔"[22]

اگر انصاف، علمی دیانت اور ذہنی تحفظ کے بغیر تصوف کی امہات الکتب کا مطالعہ کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ اربابِ طریقت کے ہاں شرعی حدود کی پابندی کا احساس اور جذبہ ملے گا بلکہ شریعت تمام تر صوفیانہ احوال و اعمال کا منبع و مصدر نظر آئے گی اور یہ تاثر اپنی پوری گہرائی کے ساتھ محسوس ہوگا کہ شرعی حدود و احکام کی پابندی کے بغیر کوئی شخص اپنے نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ کر ہی نہیں سکتا۔

ابو عثمان ہروی تو یہاں تک فرما چکے ہیں:

"باطن میں ریاکاری کی علامت ہے"[23]

جس طریقت کی بنیاد شریعت پر نہیں ایسی طریقت کے بارے میں شیخ ابو سعید خراز نے لکھا ہے: "ہر وہ باطن (طریقت) جو ظاہر (شریعت) کے

---

(20) غلام علی، طریقت کی حقیقت، ص: 299
(21) مشتاق احمد عظیمی، خانقاہی نظام، لاہور* مکتبہ عظیمیہ، اشاعت سوم، 1996ء، ص:81
(22) دہلوی، عبدالحق محدث، مرج البحرین، ص: 60
(23) قشیری، رسالہ قشیریہ، ص: 62

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

خلاف ہو باطل ہے''[24]

فقہ اور تصوف کے سلسلے میں مسلمانوں کا خاصا بڑا طبقہ افراط و تفریط بلکہ طرح طرح کی گمراہیوں کا شکار ہو گیا۔ ان لوگوں نے فقہ اور تصوف کو سمجھے بغیر ان کے بارے میں عجیب و غریب تصورات قائم کر لیے۔ جنہیں صرف فقہ کی کتابیں ہاتھ لگیں، مگر نہ علماء صلحاء کی تعلیم و تربیت ملی، نہ تصوف کی مستند کتابوں تک رسائی ہوئی۔ بلکہ جاہل مدعیان صوفیاء کی خود ساختہ غلط روش دیکھ کر اس کو تصوف سمجھ بیٹھے۔ انہوں نے دین اور احکامِ دین کو صرف فقہ میں منحصر جان کر سرے سے تصوف ہی سے بیزاری اختیار کر لی اور تصوف کو دین سے خارج بلکہ الحاد و زندقہ قرار دے لیا۔ یہ ایک شدید گمراہی ہے جو خاصے بڑے طبقہ میں پائی جاتی ہے۔

ایک اور گمراہی اس سے کم درجہ کی مگر اس لحاظ سے نہایت تشویش ناک ہے کہ وہ علم دین کے بعض طلبہ بلکہ بعض نام نہاد اہل علم میں بھی پائی جاتی ہے کہ انہوں نے تصوف کو دین سے خارج تو نہیں سمجھا مگر نہ جانے کیوں یہ خیال کر بیٹھے کہ اس کا حاصل کرنا محض مباح یا مستحب ہے۔ شرعاً فرض وواجب نہیں۔ اصلاح باطن بھی ہو گئی تو جنت میں درجات بڑھ جائیں گے نہ ہوئی تو جنت میں جانے کے لیے ظاہری اعمال کافی ہیں۔

دوسری طرف جاہل مدعیان تصوف کی گرم بازاری ہے جنہوں نے تصوف و طریقت کی اہمیت کو تو تسلیم کیا مگر اس کی حقیقت کو کم کر ڈالا۔ ان لوگوں نے تصوف کو راز سینہ بہ سینہ قرار دے کر اس من گھڑت راز کی بنیاد پر دین کے کتنے ہی حرام کاموں کو حلال کر ڈالا اور دین و تصوف کے نام پر الحاد و بے دینی کا شکار ہو گئے۔ کسی نے تعویذ گنڈوں کا اور کسی نے مریدوں سے نذرانے وصول کرنے کا نام تصوف رکھ لیا۔ کسی نے پیر صاحب سے بیعت ہونے ہی کو جنت کا پروانہ سمجھا اور اصلاح نفس و اعمال سے غافل ہو کر مطمئن ہو گئے کہ پیر صاحب بخشش کرا دیں گے۔

کسی نے دل کی خاص قسم کی دھڑکنوں کو اور کسی نے غیب کی باتیں بتلانے کو تصوف کا کمال سمجھ لیا۔ کسی نے صرف تسبیحات و وظائف اور نوافل کو تصوف و طریقت کا نام رکھ لیا اور ظاہر و باطن کی اصلاح سے بے فکر ہو کر کتنے ہی فرائض اور حقوق العباد کو پامال کر ڈالا۔ کسی نے مجاہدوں، ریاضتوں، چلہ کشی، رہبانیت اور ترکِ دنیا کو طریقت و سلوک کی معراج قرار دے کر بال بچوں، ماں باپ اور اعزہ و اقارب سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور جنگلوں اور غاروں میں زندگی گزرنے ہی کو دین کا مقصود سمجھ بیٹھے۔

غرض یہ کہ اور اس طرح کی بہت سی گمراہیاں تصوف اور فقہ کے بارے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک جانب افراط ہے دوسری جانب تفریط۔

اسلام راہِ اعتدال کا درس دیتا ہے۔ ترک دنیا کو دین نہیں مانتا۔ بلکہ دنیا کے تمام کاروبار کو شریعت کے قالب میں ڈھال کر تصوف کی راہ سے کار ثواب بنا دینا چاہتا ہے۔ وہ شریعت و طریقت کے تضاد کو نہیں مانتا بلکہ دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا قائل ہے۔

شریعت جسم ہے تو طریقت اس کی روح۔ تصوف فقہ کے بغیر ناکارہ ہے اور فقہ تصوف کے بغیر بے جان۔

شاہ ولی اللہ نے فرمایا ہے:

''شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے۔ اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد''۔()

شیخ عبدالقاہر سہروردی نے حضرت سہیل بن عبداللہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

کل وجدہ یشھد لہ الکتاب و السنہ فھوباطل"[25]

''جس وجدی کیفیت کی کوئی شہادت قرآن وسنت میں موجود نہ ہو وہ باطل ہے''

---

(24) ایضاً، ص: 63

(25) سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، 1:280

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

تجزیہ:

اہل تصوف کے بارے میں ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ یہ لوگ شریعت اور سنتِ نبوی کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ یہ غلط فہمی یا تو غلط صوفیاء کی غیر اسلامی حرکتوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے یا پھر صحیح بزرگوں سے دوری اور ان سے سوظن کی وجہ سے۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑی سنت سے لے کر چھوٹی سنت تک جو اہتمام اہلِ تصوف کے ہاں ملتا ہے۔ دوسروں کے ہاں اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی □ تصوف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس نعمت عظمیٰ کا حاصل ہونا سید اولین و آخرین ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کریں اور اوامر کے بجالانے اور نواہی سے رک جانے سے پوری طرح آراستہ نہ ہو جائیں۔ اس دولت کی بوان کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتی۔ باوجود شریعت کی مخالفت کے، اگرچہ وہ مخالفت بال برابر بھی ہو، اگر بالغرض احوال و مواجید حاصل ہو جائیں تو وہ سب استدراج میں داخل ہیں جو آخر کار اسے رسوا اور خوار کر دیں گے۔ محبوب رب العالمین ﷺ کی تابعداری کے بغیر ممکن نہیں"(26)

مزید لکھتے ہیں:

"پس تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری کرنا ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت کرنا ہے"(27)

خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں:

"جو شخص مسند طریقت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کا عمل سنت رسول ﷺ نہ ہو، تو اور نہ وہ فرد زیور شریعت سے آراستہ ہے۔ خبردار، خبردار، اس سے دور رہنا بلکہ (احتیاطاً) اس شہر میں نہ رہنا، جس میں ایسا مکار رہتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ عرصے کے بعد اس کی طرف دل کا میلان ہو جائے اور کارخانہ روحانیت خلل پذیر ہو۔ ایسا شخص ہرگز اقتداء کے لائق نہیں رہتا۔ وہ تو درحقیقت ایک چور ہے پنہاں، چاہے اس سے طرح طرح کے خوارق عادات ظاہر ہوتے دیکھو اور بظاہر اس کو دنیا سے بے تعلق بھی پاؤ (کبھی اس کی طرف ملتفت نہ ہونا) اس کی صحبت سے اس طرح بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں"(28)

اس سلسلے میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

"بعض جہلاء یہ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے، طریقت اور ہے۔ یہ محض ان کی کم فہمی ہے۔ طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں۔ آئینہ زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن فرق نجاست اور عبادت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کے لیے متبع سنت کسوٹی ہے۔ جو متبع سنت ہے، وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر استدراج ہے تو محض بیہودہ ہے۔ خرق عادات تو دجال سے بھی ظاہر ہوں گی۔"(29)

خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے اولیاء اللہ کے ذکر میں فرمایا: "مشابہت پیغمبر ﷺ ضروری ہے۔ قولاً و فعلاً اور ارادۃً اس لیے کہ محبت خدا

(26) سرہندی، احمد، مکتوبات مجدد الف ثانی، مکتوب نمبر: 7

(27) سرہندی، احمد، مکتوبات مجدد الف ثانی، مکتوب نمبر: 114، لاہور، رؤف اکیڈمی، سن ندارد

(28) سرہندی، احمد، مکتوبات مجدد الف ثانی، مکتوب نمبر: 62

(29) امداد اللہ مہاجر مکی، المدینین، ص: 120

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

تعالیٰ سے مشابہت حضرت ﷺ سے حاصل نہیں ہوتی۔"(30)

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"حضور کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی سی ہیئت بناتا ہے۔اس پر خدا تعالیٰ کو محبت وپیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہمشکل ہے اور یہ وصول کا ایسا طریق ہے جو سب سے زیادہ نزدیک ہے جو بھی اختیار کرے گا وہ بہت جلد پہنچ جائے گا اور بہت جلد کامیاب ہو گا۔"(31)

صوفیاء نے ہر دور میں اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ شریعت اور طریقت باہم لازم و ملزوم ہیں۔اتباع شریعت کے بغیر کوئی شخص معرفت کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

شریعت و طریقت کی اصطلاحات کے حوالے سے بھی عوام ابہام اور تشکیک کا شکار ہیں بلکہ بعض نے تو اس تقسیم کا ہی انکار کر دیا ہے۔کسی نے کہا ہے کہ شریعت ہی اصل ہے۔طریقت کا دین میں کوئی تصور نہیں ہے۔سید علی ہجویری نے شریعت اور طریقت کے مابین فرق اور مماثلت کو واضح کیا ہے۔

شریعت اور طریقت کے متعلق سید علی ہجویریؒ کا فرمان:

شریعت اور طریقت کے متعلق سید علی ہجویری فرماتے ہیں:

"یہ بھی دو اصطلاحات صوفیاء میں شامل ہیں۔شریعت سے مراد حال ظاہر کی صحت اور حقیقت سے مراد حال باطن کی درستگی ہے۔دو گروہ اس معاملے میں غلطی کے مرتکب ہیں

1۔ایک علماء ظاہر ہیں جو دونوں میں فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ شریعت بذات خود حقیقت اور حقیقت شریعت ہے۔

2۔دوسرا گروہ ملحدین کا ہے جو دونوں کو علیحدہ علیحدہ قائم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں جب حقیقت بروئے کار ہو تو شریعت کی ضرورت نہیں رہتی یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں قرامطہ اور دیگر وسوسہ ڈالنے والے لوگوں کا ہے۔اس بات کی دلیل یہ ہے کہ احکام شریعت حقیقت سے جدا ہیں۔" (32)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور شریعت و طریقت کی تقسیم:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی شریعت و طریقت کے باہم لازم و ملزوم ہونے کے حوالے سے آپ نے مختلف مقامات پر متنوع اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا ہے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شیخ عبد الوہاب متقی کی ہدایت کے مطابق اپنی ساری زندگی فقہ اور تصوف کے ارتباط میں ساری زندگی گزار دی۔آپ کے شیخ نے ہدایت کی تھی: "فقیہ صوفی باش نہ صوفی فقیہ یعنی اول عمل شریعت وفقاہت را بدست آرد و دا آں بدہ، پس ازاں بز وہ حقیقت بر آن" (33)"فقیہ کو پہلے صوفی ہونا چاہیے۔یعنی پہلے شریعت پر عمل ہو۔بعد میں فقہی

---

(30) ایضاً، ص: 129

(31) تھانوی، مولانا اشرف علی، بصائر حکیم الامت، ص: 129

(32) ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب، ص: 548

(33) دہلوی، شیخ عبد الحق محدث، مرج البحرین، ص:74

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مسائل پر ادراک حاصل ہو۔" مرج البحرین میں ثابت کیا کہ فقہ اور تصوف کا چولی دامن کا ساتھ ہے ان میں تضاد کا خیال غلط اور گمراہ کن تصوف شریعت و طریقت، ظاہر و باطن، صورت و معنی عقل و عشق کا امتزاج ہی مرج البحرین ہو سکتا ہے۔ فقیہ کو تصوف اور صوفی کو فقہ سے واقف ہونا لازمی ہے۔[34]

فقہ اور تصوف کے ارتباط کو آپ نے ان الفاظ کے ساتھ واضح کیا ہے

"پس تصوف بہ فقہ محتاج است و فقہ از تصوف مستغنی، اگرچہ تصوف اعلیٰ و ارفع است از فقہ در مرتبہ۔"[35]

"تصوف فقہ کے لیے ضروری ہے فقہ تصوف سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ تصوف مرتبہ میں اعلیٰ و ارفع ہے۔"[36]

شریعت طریقت اور حقیقت کی وضاحت:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک کتاب روضات کے نام سے لکھی جس میں انہوں نے ظاہر و باطن کی تقسیم شریعت اور طریقت کی وضاحت صوفیاء کی حالت سکر اور وحدت الوجود کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے روضات میں میں ان تین الفاظ کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

"قرآن پاک اور حدیث شریف میں جو کچھ ہے اور جن باتوں پر علماء کا اجماع ہے وہ شریعت ہے اور انہی اعمال کو تقویٰ اور احتیاط سے بجالانا طریقت ہے اور ان اعمال کی برکت سے جو قواعد حاصل ہوتے ہیں وہ حقیقت ہے۔[37]

شریعت اور طریقت کا صحیح مفہوم:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"طریقت کمالات شریعت ہے اور آدمی شریعت میں اسی وقت کامل ہوتا ہے جب اعمال طریقت پر انجام دے اور سلوک طریقت اس وقت ہوتے ہیں جب کہ اس کی راہ شریعت کے مطابق ہو، بعض نادان جنہیں شریعت کی حقیقت کا پتہ نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ارکان اسلام کا نام شریعت ہے انہیں خبر نہیں کہ شریعت کے تمام احکام پر عمل کرنے کا نام ہے۔ جس میں طریقت بھی داخل ہے اور بعض ناواقف جو طریقت کو پوری طرح نہیں جانتے وہ سمجھتے ہیں کہ طریقت لذتوں کے ترک کرنے اور ماسوائے قطع تعلق کرنے کا نام ہے۔ وہ اس بات سے آگاہ نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال میں آپ کی اتباع کرنے اور تمام فرائض اور واجبات کی ادائیگی پر مشتمل ہیں کیونکہ وہی شخص کامل ہوتا ہے جو شخص شریعت کی راہ میں کامل ہے طریقت کے احکام کا یقیناً عامل ہے۔"[38]

کل حقیقتہ رد تھا شریعتہ مخفی زندقہ[39]

---

(34) نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ محدث دہلوی، ص: 283

(35) دہلوی، عبدالحق محدث، روضات، (مترجم: مولانا ثناء اللہ ندوی)، کراچی ادارہ تحقیق و تصنیف، سن ندارد، ص: 92

(36) ایضا، ص: 92

(37) ایضا، ص: 94

(38) ایضاً، ص: 97

(39) دہلوی، عبدالحق محدث، مکتوبات، ص: 42

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

جو حقیقت شریعت کو رد کرے وہ زندقہ ہے۔

انہوں نے خواجہ جنید بغدادی کے اس قول پر اپنی فکر کی عمارت تعمیر کی تھی۔

"بنائے طریقت ما بر کتاب و سنت است، وہ ہر چہ مخالف کتاب و سنت است و خارج از آنست مردود باطل است"[40]

"طریقت کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے اور جو کتاب و سنت کا مخالف ہے وہ ہمارے نزدیک باطل اور مردود ہے

آپ فرماتے ہیں :

"شریعت و طریقت میں فرق کرنا گمراہی کی دلیل ہے جو لوگ شریعت پر عمل نہیں وہ صوفیہ کہلانے کے مستحق نہیں ہیں انہیں باطنیہ کہنا چاہئے بزرگوں سے ان کی نسبت صحیح نہیں۔"

آپ فرماتے ہیں:

"ماشاءاللہ کہ ایشاں را با پیراں نسبتے و پیراں را با ایشاں عنایتے باشد پیراں اہل حق اندو از ارباب صدق باشد و پسران اہل حق اندو واز ارباب صدق از اہل بطلان و کذب کے راضی شوندہ۔"[41]

"ولیکن فقہ اسلم و اعم است در مصلحت واز اینجا گفتہ اند کہ کن فقیھا صوفیا ولا تکن صوفیا فقیھا یعنی اول داد فقاہت و عمل شریعت و حفظ ظاہر بدہ بعد ازاں بمقام تصوف و انصاف بحقیقت و تصفیہ باطن عروج کف زہر کہ ایں اکمل واتم واسلم "[42]

ترجمہ:

شریعت اور طریقت کا تلازم اور شیخ مجدد الف ثانی:

شریعت و طریقت میں تفریق کرنے والوں کا رد نے مکتوبات میں مختلف مقامات پر مختلف انداز سے مدلل اور بلیغ انداز میں فرمایا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جاہل عوام کے ذہنوں سے شبہات کا ازالہ کر کے شریعت اور طریقت کو پھر سے یکجا کر دیا۔ چنانچہ اس امر کی طرف آپ نے اپنے بیٹے خواجہ محمد معصوم کے نام خط میں بھی اشارہ کیا ہے۔

"الحمد الله الذی جعلنی صلة من البحرین و مصلحابین الفئتین[43]

"خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے اور دو جماعتوں میں صلح کا ذریعہ بنایا ہے۔"

ڈاکٹر طاہر القادری حضرت مجدد الف ثانی کے تصوف کشف اور وجدان کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ نے عوام کے قلوب واذہان میں کتاب و سنت کی اہمیت اجاگر کی اور بحیثیت ذریعہ علم کشف اور وجدان کی حقیقت اور قطعیت کا انکار کیا۔ تاکہ اسے وحی کا بدل تصور نہ کیا جا سکے۔ اس دور میں اس حقیقت کو دلوں میں جاگزین کرایا گیا کہ صوفیانہ و اردات حق ہیں ان کا انکار ناممکن و محال ہے۔ لیکن ان کی حیثیت باطنی کیفیات اور روحانی ادراکات کی ہے۔ ولایت کے کشف میں جو فرق مدارج کے باعث مختلف بھی ہوتے تھے ان کا انحصار تزکیہ باطن پر ہے۔ زیادہ کشف اور وجدان کے ذریعے حاصل

(40) دہلوی، شیخ عبدالحق محدث، مرج البحرین ،لاہور: مکتبہ نبویہ، سن ندارد، ص: 41

(41) دہلوی، شیخ عبدالحق محدث، مکتوبات، ص: 51

(42) دہلوی، شیخ عبدالحق محدث، مرج البحرین، ص: 74

(43) احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات مجدد الف ثانی، 2، 16

ہونے والے علم کی صحت اور عدم صحت کا معیار شریعت ہے۔ لیکن کسی کو حق حاصل نہیں کہ حقیقت کشف اور حقیقت وجدان کو سمجھے بغیر شریعت سے محض ظاہری بنیادوں کی بنا پر نفس کشف کا انکار کرے۔"(44)

ڈاکٹر تاراچند حضرت مجدد الف ثانی کے تصور شریعت و طریقت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اصل تصوف کا مدار شریعت اور صرف شریعت پر ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں

"شریعت و طریقت عین یک دگراند"

یعنی شریعت و طریقت ایک دوسرے کے عین ہیں۔ ان دونوں میں ذرا فرق نہیں حقیقت یہ ہے کہ تصوف کو عیسائی، افلاطونی، زرتشتی، مجوسی، بدھ مت اور ہندومت کسی بھی تصورات و نظریات سے کوئی واسطہ نہیں اس کی اساس شریعت اور صرف شریعت پر ہے۔(45)

ابوالحسن ندوی حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد نے اس نازک دور میں کہ ہندوستان میں مسلمان سلطنت کے ہاتھوں اسلام کے بیخ کنی اور خانقاہوں میں سنت کے ناقدین کی کوشش جاری تھی اور صاف صاف کہا جارہا تھا کہ طریقت اور شریعت دو الگ الگ رستے ہیں جن کی راہ و رسم ایک دوسرے سے جدا اور جن کا قانون ایک دوسرے سے الگ ہے "آپ نے پوری بلند آہنگی سے آواز لگائی کہ طریقت خادم شریعت ہے کمال عطا شریعت احوال و مشاہدات پر مقدم ہے ایک عمل ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے۔(46)

ایک مکتوب میں آپ شریعت و طریقت کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شریعت تمام دنیوی اور اخروی سعادت کی ضامن ہے کوئی مطلب ایسا نہیں کہ اس کی تکمیل کے لیے شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی احتیاج واقع ہو۔ طریقت و حقیقت جو صوفیانہ مابہ الامتیاز دونوں شریعت کے خادم اخلاص کے حصول میں معاون ہیں۔ اس طرح طریقت و حقیقت کے حصول کا مقصد محض شریعت کو اس کی اصل روح کے ساتھ عمل میں لانے کا ذریعہ ہے نہ کوئی اور بات جو شریعت کے دائرہ سے خارج ہو وہ حالات کی کیفیات اور علوم و معارف جو صوفیہ کو سلوک کے درمیان حاصل ہوتے ہیں۔ مقاصد میں داخل ہیں وہ کچھ اشکال و خیالات ہیں جن کے ذریعے فاعل طریقت کے دل بہلائے اور ان کی ہمت بڑھائی جاتی ہے ان سب سے گزر کر مقام رضا پر پہنچنا چاہیے جو مقامات سلوک وجذب کی انتہا ہیں۔"(47)

شریعت و طریقت کا تلازم اور صوفیا کے اعمال:

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"صوفیاء خام ذکر و فکر کو اہم سمجھ کر فرائض سنت کی ادائیگی میں تساہل برتتے ہیں چلوں اور ریاضوں کو اختیار کر کے جمعہ و جماعت تک ترک کر دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جماعت کے ساتھ ایک فرض نماز کی ادائیگی ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر

---

(44) طاہر القادری، ڈاکٹر محمد، حقیقتِ تصوف، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، اشاعت چہاردہم، 2013ء، ص 26-27

(45) تاراچند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، (مترجم: محمد مسعود احمد)، لاہور: مجلس ترقی ادب، اشاعت سوم، 2010ء، ص:193

(46) ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت و عزیمت، ص:246

(47) احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات مجدد الف ثانی، 1/34

ہے۔ہاں ذکر وفکر جو اداء شریعت کے مراد کے ساتھ ہوں بہت کثیر اور ضروری ہے۔ ناقص علم نوافل کی ترویج میں رہتے ہیں اور فرائض کو خراب اور ابتر کرتے ہیں۔"[48]

شریعت اور حقیقت کا باہمی تعلق:

شریعت اور حقیقت ایک ہے شریعت کا تعلق حقیقت سے ایسا ہی ہے جیسے اصول کا۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں؛

صوفی کے اعمال اور افعال جو شریعت کے خلاف ہوں سکر وقت یا غلبہ حال کی پیداوار ہیں جب تک صوفی آخری مقام پر پہنچنے کے بعد اس کے اقوال اور بیانات مکمل طور پر شریعت سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ شریعت اور حقیقت ایک دوسرے کے عین ہیں ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں۔[49]

شریعت وطریقت میں مغایرت کا خاتمہ:

شاہ ولی اللہ کے دور میں شریعت و طریقت کے درمیان مغائرت پائی جاتی تھی۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ شریعت ایک الگ چیز ہے اور طریقت الگ۔ انہوں نے اسلام کی تعلیمات کے بھی دو حصے کئے۔ ایک حصہ ظاہر کو سنوارتا ہے اور دوسرا حصہ باطن کا تصفیہ کرتا ہے۔ پہلے حصے کو شریعت کہا جانے لگا جبکہ دوسرے حصے کو طریقت کہا جانے لگا، آپ نے ایک مثال کے ذریعے شریعت و طریقت کی مفاہمت کو واضح کیا۔ انسان کے اعضائے رئیسہ قلب یعنی دماغ، قلب اور جگر کے دو رخ ہیں ان کا ایک رخ جو آدمی کی طرف ہوتا ہے اور اسی لطیفہ جوارح کی اصلاح و تکمیل شریعت کا مقصود ہے اور ان کا دوسرا رخ اپنے باطن کی طرف ہوتا ہے جو ان کا جوارح منبع اصلی ہے اور ان لطائف کی تکمیل تصوف کا ذریعہ ہوتی ہے۔ الغرض شاہ صاحب کی تعبیرات کو پیش نظر رکھنے کے بعد اس ثنویت اور دوئی کا خاتمہ ہو گیا جو دین میں اختلال کا باعث تھی۔[50]

شریعت وطریقت کی تقسیم مولانا اشرف علی تھانوی:

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

شریعت احکام تکلیفیہ کے مجموعے کا نام ہے۔ اس میں اعمال ظاہری اور باطنی سب آ گئے۔ متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس امر کا مترادف (یعنی ہم معنی) سمجھا جاتا ہے۔ پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے جزو متعلق اعمال ظاہرہ کا نام فقہ ہو گیا اور دوسرے جزو متعلق اعمال باطنہ کا نام تصوف ہو گیا۔ اور ان اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔[51]

شریعت کا اطلاق:

عوام میں جو یہ شائع ہو گیا ہے کہ شریعت صرف جزو متعلق اعمال ظاہری کو لیتے ہیں یہ اصطلاح کسی اہل علم سے منقول نہیں۔ اور عوام کے اعتبار سے اس کا منشا بھی صحیح نہیں کہ وہ اعتقاد تنافی ہے۔ اصل میں ظاہر و باطن میں اختلاف کا قائل ہونا ہے۔[52]

---

(48) احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات مجدد الف ثانی، 1/260

(49) ایضاً، 1/227

(50) شاہ ولی اللہ، مقدمہ سطعات، ص:26

(51) تھانوی، مولانا اشرف علی، بصائر حکیم الامت، ص:99

(52) تھانوی، مولانا اشرف علی، التکشف عن مہمات التصوف، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2005ء، ص:111

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مولانااشرف علی تھانوی یوں رقمطراز ہیں: حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے واقعہ سے بعض لوگوں کو شبہ ہو گیا کہ علم باطن علم شریعت سے افضل ہے۔اسی وجہ سے موسیٰ کو خضر کے پاس استفادہ کے لیے بھیجا گیا۔اور اس علم کے عالی ہونے کی وجہ سے موسیٰ اس کو سمجھ نہ سکے۔اور نیز اس سے مستنبط کیا کہ اگر شیخ خلاف شرع کچھ حکم دے تو مرید کو اس کی اتباع واجب ہے۔چنانچہ اتباع نہ کرنے ہی سے موسیٰ جدا کیے گئے۔

مولانااشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

"خوب سمجھ لو یہ سب دعوے باطل ہیں۔علم باطن کا علم شرع سے افضل ہونا اس قصہ سے ثابت نہیں ہوتا۔دو وجہ سے

1۔ایک تو یہ کہ علم باطن ایک شعبہ ہے علم شریعت کا۔کیونکہ شریعت نام ہے۔اصلاح ظاہر و باطن کے طریقہ کے جاننے کا۔شریعت اس مجموعہ کا نام ہے جس میں علم اصلاح ظاہر کو فقہ کہتے ہیں اور علم اصلاح باطن کو تصوف وعلم باطن کہتے ہیں۔سو جزو کس طرح کل سے افضل ہو سکتا ہے۔

2۔دوسری وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ میں خضر کو جو بعض امور بعیدہ ومخفیہ کی اطلاع ہوگئی تھی یہ سرے سے وہ علم باطن ہی نہیں۔جس میں گفتگو ہے۔[53]

علم ظاہر اور علم باطن کا استدلال:

شریعت وطریقت میں تفریق کی طرح جس طرح طریقت کا انکار کیا گیا اسی طرح صوفیا نے جو ظاہر و باطن کی تفریق کی ہے محققین نے اس میں بھی باطن کا انکار کیا ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری شریعت میں علم باطن کی حیثیت کو قرآن وحدیث کے دلائل سے واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

1۔شریعت جس علم کا ظاہر ہے طریقت اس کا باطن ہے جسے علم لدنی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے علم کا استشہاد قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتا ہے۔

(فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا) [54]

"پس انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت عطا کی ہوئی تھی اور اپنے پاس سے علم لدنی عطا کیا تھا۔"

2۔علم باطن اور علم ظاہر کی وضاحت اس احادیث رسول سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے:

«قَالَ:حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا البُلْعُومُ» [55]

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دو علوم سیکھے ہیں۔پہلا علم میں نے تم پر بیان کر دیا اور اگر دوسرا بیان کر دوں تو یہ گردن اڑا دی جائے۔

---

(53) ایضاً،ص:96

(54) الکہف،18: 65

(55) بخاری،محمد بن اسماعیل،الصحیح،1،23

3۔حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے:

«أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مَطْلَعٌ»(56)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قرآن مفاہیم میں نازل ہوا ہر آیت کا اس میں سے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ہر حد کی اپنی ابتداء ہے۔

4۔امام حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

«الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعلم النافع وَعلم على اللِّسَان فَذَاك حُجَّةُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ابْنِ آدَمَ» (57)

"علم دو قسم کا ہے ایک قلب کا علم پس یہی علم نافع ہے اور دوسرا زبان کا علم بس یہی بنی آدم پر حجت ہے۔"

5۔ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:

«قَدْ يُحْمَلُ الْأَوَّلُ عَلَى عِلْمِ الْبَاطِنِ، وَالثَّانِي عَلَى عِلْمِ الظَّاهِرِ»(58)

"پہلا علم باطن ہے اور دوسرا علم ظاہر ہے۔"

مذکورہ بالا دلائل و براہین سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ شریعت و طریقت کا ربط باہمی ظاہر و باطن کا ربط ہے۔ جس طرح کسی چیز کے ظاہر و باطن کو جدا کر کے اس کی ماہیت من حیث الکل متصور نہیں ہو سکتی اسی طرح شریعت و طریقت کو منفصل کرنے سے دین اسلام کی ماہیت معلوم نہیں ہو سکتی۔(59)

خلاصہ کلام:

قران و حدیث کے مطالعہ اور محققین فقہ و تصوف کی آراء سے یہ بات روز روشن کی طرح اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ شریعت و طریقت میں کسی قسم کی مغایرت نہیں ہے، یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ شریعت کے بغیر طریقت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ شریعت و طریقت دونوں اسلام کے لازمی حصہ ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی قسم کا کوئی فرق اور بعد نہیں ہے۔

ضرورت و اہمیت:

شریعت و طریقت اور ظاہر و باطن کی تقسیم پر اعتراضات کر کے لوگوں کے ذہنوں میں تصوف اور روحانیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ حقیقت مین شریعت و طریقت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ تصوف کا وجود ان دونوں کے بغیر ناکارہ ہے۔ فی زمانہ اس قسم کے شکوک و شبہات کو دور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

---

(56) تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح ، بیروت، المکتب الاسلامی، 1985ء، 1/51

(57) ایضاً، 1/37

(58) مبارک پوری، ابوالحسن عبیداللہ، مرعاۃ المفاتیح، سانگلہ ہل، مکتبہ اثریہ، 1963ء، 1/265

(59) طاہر القادری، ڈاکٹر محمد، حقیقت تصوف، ص: 62